احناف شوافع اور امام بیہقی

حضرت مولانا سید محمد شاہ قطب الدین حسینی صابریؒ

(گزشتہ سے پیوستہ)

''اول درجات،، سے ظاہر ہے کہ اردو کا اول درجہ نہیں، بلکہ طبقہ محدثین کے ابتدائی درجہ میں ایسا آدمی شمار ہوسکتا ہے۔

اور یہ چیزیں تو بقول شخصے حافظ بیہقی کے گھر کی چیزیں تھیں،ان کی ساری عمران ہی چیزوں کی تلاش وتفتیش حفظ وتنقیح میں گذری تھی اور فقہی وجدلی پایہ بھی ان کا کچھ کمزور نہ تھا،ابن فورک اور مروزی ان کے اساتذہ ''اصول وفقہ،، معمولی درجہ کے لوگ نہ تھے۔

سب کا نتیجہ یہ ہوا کہ احناف پر بیہقی کی کتابوں کا ایسا رعب چھایا کہ شوافع تو خیر، حافظ بیہقی کے علمبردار ہی تھے،خود حنفیوں کے زبان وقلم پر بھی ان کی کتابوں کے متعلق وہی ستائش ومدح کے الفاظ پاتے ہیں کہ جواب تک صرف شافعیوں سے سنتے تھے۔حاجی خلیفہ کے الفاظ تو میں نقل ہی کر چکا ہوں،طاش کبری زادہ جیسے متبحر فاضل بھی بیہقی کے متعلق بے ساختہ اس جامعیت کے اعتراف پر اپنے کو مجبور پاتے ہیں۔مفتاح السعادۃ میں فرماتے ہیں:

ابو بکر احمد بن الحسین البیهقی کان اوحد دهره فی الحدیث ، والتصانیف ومعرفة الفقه (ص ۵ ا ج ۲)

امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی علم حدیث اور تصانیف اور معرفت فقہ میں اپنے زمانہ کی منفرد شخصیت ہے۔

☆ فقہ: کیا ہے؟ احکام شرعیہ عملیہ کو ان کے تفصیلی دلائل کے ساتھ جاننا فقہ ہے ☆

"فی الحدیث والتصانیف،، تک تو خیر غنیمت تھا، آگے ایک حنفی عالم کا "الفقہ،، کے متعلق بیہقی کو اوحد دھرہ کہنا کوئی معمولی بات نہیں ہے، اور کمال یہ ہے کہ "الفقہ،، میں جہاں انھوں نے البیہقی کو "اوحد دھرہ،، قرار دیا ہے۔ وہیں "الحدیث،، کے سلسلہ میں امام طحاوی کا "احقر زمانہ،، کی حیثیت سے بھی تذکرہ نہیں کیا ہے، حالانکہ محدثین کی فہرست میں امام بخاری اور مسلم کے ساتھ محی الدین النووی الحسین البغوی ابن الاثیر الجزری بلکہ بخاری کے شارحین میں سے ابن حجر ہی نہیں، الکرمانی اور مسلم کے شارح قاضی عیاض تک داخل ہیں۔

واقعہ یہ ہے کہ حافظ بیہقی کے متعلق شافعیوں کی زبان کچھ ایسا نقارہ خدا بنی کہ حنفیوں کو اس کے سوا کوئی دوسرا چارہ بھی نظر نہ آتا تھا۔ آخروہ کیا کرتے اسلامی ممالک کے اتنے طول وعرض میں پھیلے ہوئے ہونے کہ باوجود کسی طرف سے کوئی آواز جواب میں جب نہیں اٹھتی تھی، تو اس کے سوا اور کیا باور کیا جاتا کہ شافعیت کا حنفیت پر یہ حملہ لاجواب ہے بیہقی کی وفات ۴۵۸ھ یعنی پانچویں صدی کے وسط میں ہوئی پانچویں بھی گذرگئی اور کہیں سے جہاں تک مجھے معلوم ہے <u>حنفیوں کی طرف سے کوئی پتہ بھی نہ کھڑکا، چھٹی بھی گزرنے لگی، اور گزرتی رہی، تا اینکہ بالآخر گذرہی گئی اور سناٹے کا وہی عالم ساری حنفی دنیا پر چھایا رہا</u>۔ طحاوی کے قرض کے اتارنے میں شافعیوں کی طرف سے تاخیر ضروری ہوئی تھی مگر صدی پوری ہوتے ہوئے انھوں نے ایک ایک پیسہ بے باق کردیا تھا اور یہاں ایک سے آگے بڑھ کر مسلم دوسری صدی ختم ہوگئی۔ دوسری صدی کے بعد تیسری بھی ختم ہورہی تھی اس کے بھی ۸۰، ۸۵ سال گزر چکے تھے لیکن حنفیوں کے جمود وسکون کی وہی حالت تھی وہ تو علمائے احناف نے اپنے عام متبعین کو حدیث وفنون حدیث سے بیگانہ رکھا تھا، اس لئے خیریت ہوگئی کہ بیہقی کے محدثانہ تنقیدات کا وزن عام حنفیوں بلکہ سچ تو یہ ہے کہ ان کے مولویوں کو بھی صحیح معنی کرکے محسوس نہ ہوا، ورنہ اگر کہیں ان لوگوں میں بھی حدیث کا چرچہ اس شکل میں رہتا، جیسے شوافع اور حنابلہ میں ہے تو جہاں تک میرا خیال ہے ان صدیوں میں خدا جانتا ہے کہ حنفیوں کی کتنی آبادیاں شافعیت کے دائرہ میں داخل ہوجاتیں۔

لیکن ٹھیک جب ساتویں صدی قریب تھی کہ ختم ہوجائے اب اسے حضرت امام ابوحنیفہ کا روحانی تصرف خیال کیجئے یا اتفاقی حادثہ سمجھئے۔ اسی مصر میں جہاں سے اس علمی معرکہ کی ابتداء ہوئی تھی حنفی علماء کا ایک

☆ امام شافعی کا مسلک یہ ہے کہ [illegible] ☆

خاندان جو نسلاً ماوراء النھر ی تھا اور اس لئے ''الترکمانی،، کی نسبت سے مشہور تھا، اس خاندان سے ایک عالم علی بن عثمان بن ابراہیم المارد ینی اٹھے۔ غالباً مصر میں ان کے والد عثمان ہی باہر سے تشریف لائے ،السیوطی نے حسن المحاضرہ میں ان کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ: انتهت اليه رياسة الحنفية بالديار المصرية ..... ممالک مصر میں حنفیت کی صدارت ان پر ختم ہوتی ہے۔ صاحب ''جواہر مضیئہ،، ان کے شاگرد ہیں انھوں نے یہ بھی اضافہ کیا ہے.....

سمع من الدمياطي و الابرقوهي اورآپ نے علامہ دمیاطی اورابرقوہی سے سنا ہے.....

الدمیاطی جو شافعی المذہب عالم ہیں ان کو جلال الدین سیوطی نے **الامام العلامة الحافظ الحجة النسابة شيخ المحدثين** سے ملقب کیا ہے، علاوہ ان القاب کے ان کا یہ بھی بیان کیا ہے کہ **طلب الحديث فرحل وجمع فاوعى**.....

انھوں نے علم حدیث کی طلب میں سفر کیا اور اس کو جمع کیا اور اس کی حفاظت کی۔

پھر ساتویں صدی کے ایک عالم المزنی ہیں ان کا قول الدمیاطی کے متعلق بھی نقل کیا ہے کہ ما رايت في الحديث احفظ منه (حسن المحاضرہ ص ۱۵۰)

میں نے علم حدیث میں ان سے بڑھ کر کسی کو حافظ نہیں دیکھا۔

ابن الترکمانی عثمان کا نسلاً علماء ماوراء النہر کے خاندان سے ہونا اور مصر میں پھر دمیاطی جیسے حفاظ حدیث سے ساعت حدیث میرے خیال میں ان ہی دونوں باتوں کا نتیجہ ان کی فقہ وحدیث کی جامعیت ہے، ماسوا اس کے ایک خاص چیز قابل غور یہ بھی ہے کہ ساتویں صدی کے اختتام پر ہم حنفیوں میں ایک غیر معمولی انقلاب بھی محسوس کرتے ہیں، خصوصاً مصری علماء میں، میرا مطلب یہ ہے کہ احناف کے دو مشہور ماہر حدیث علامہ جمال الدین زیلعی صاحب تخریج ھدایۃ وکشاف اور حافظ مغلطائی شارح بخاری، یہ دونوں حنفی مشہور محدثین اسی صدی کی پیداوار ہیں اور عجب اتفاق ہے کہ دونوں کے دونوں مصری ہیں۔ اسی ماحول میں علی بن عثمان الترمذی کی تعلیم وتربیت ہوئی، تعلیم تو انھوں نے والد سے پائی جو خود حدیث وفقہ کے جامع تھے۔ فقہ کا اندازہ تو اسی سے ہوسکتا ہے کہ امام محمد کی جامع کبر جیسی فقہ کی چیستان کے شارح ہیں، اور حدیث کا حال تو گذر ہی چکا ہے کہ الدمیاطی کے شاگرد ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ ڈھائی سو سال سے حنفیوں پر جو بقایا علم حدیث سے لاپرواہی برتنے کی سزا میں چلا آرہا تھا، اس کی ادائی کے لئے قدرت نے ان ہی علامہ علاء الدین علی بن عثمان المارد ینی

☆ اصول فقہ وہ علم ہے جس میں احکام کے لئے ثبوت ودلائل سے بحث کی جائے۔ ☆

الترکمانی کا انتخاب کیا، یہ اپنے وقت میں مصر کے قاضی القضاۃ تھے، اور کئی پشتوں تک یہ عہدہ ان ہی کے خاندان میں رہا۔ مولانا عبدالحئی فرنگی محلی ان کے علمی مقام کے متعلق رقم فرماتے ہیں کہ

علاء الدین الشہیر بابن الترکمانی کان اماماشیخا علاؤالدین جو ابن ترکمانی سے مشہور ہیں امام تھے اور علم کے شیخ تھے۔ بارعا کاملا مدققامتبحر الفنون العقلیۃ والنقلیۃ

علم میں امام، شیخ اور ماہر وکامل اور مدقق اور علوم عقلیہ ونقلیہ میں متبحر عالم تھے۔

پھر اس اجمال کی تفصیل فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

لہ الید الطولی فی الحدیث والتفسیر والباع الممتدفی الفرائض والحساب والشعر والتواریخ

اور علم حدیث وتفسیر میں کمال حاصل تھا اور علم فرائض وحساب اور شاعری اور تاریخ میں وہ ماہر تھے۔

اور یہ تو ایک حنفی عالم کی شہادت ہے مشہور شافعی اور شافعی المصیت عالم جلال الدین السیوطی کے الفاظ بھی ان کے متعلق یہ ہیں کہ **کان امامافی الفقہ والاصول والحدیث.**

یہ علم فقہ واصول اور حدیث شریف میں امام تھے۔

اگرچہ ''الحدیث،، کی امامت تسلیم کرتے ہوئے بھی الفقہ والاصول کے بعد ''الحدیث،، کے لفظ کو لانا، بے معنی نہیں ہے لیکن ایک شافعی عالم کی اتنی شہادت بھی کافی ہے، ابن الترکمانی کے براہ راست تلمیذ علامہ عبدالقادر مصری، جواہر مضیہ کے مصنف نے الفاظ کی ترتیب کو بدلتے ہوئے لکھا ہے کہ:

کان امامافی التفسیر والحدیث والفقہ والاصول والفرائض والشعر

وہ علم تفسیر حدیث وفقہ واصول اور علم فرائض وشاعری میں امام ہیں۔

اور میرے خیال میں ان کی علمی مناسبتوں کی صحیح ترتیب یہی ہے، مگر علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی سے تعجب ہے کہ درر کامنہ میں ان کا ذکر کرتے ہیں، مگر بڑی مشکل سے صرف دو لفظ یعنی

تفقہ وتمہر ۔ لکھتے ہیں یعنی انھوں نے علم فقہ حاصل کیا اور اس میں ان کو مہارت حاصل تھی۔ اس کے سوا طبیعت زیادہ سخاوت پر آمادہ نہ ہوسکی، گویا حدیث کا ذکر ہی غائب ہے، حالانکہ ابن الترکمانی تقریبا پانچ چھ سال کی ایک علمی زنجیر کی طلائی کڑی ہیں، حافظ اس سے ناواقف بھی نہیں ہیں۔

☆ حضور ﷺ نے فرمایا ایک درہم کو دو درہموں کے بدلے اور ایک صاع کو دو صاع کے بدلے نہ بیچو

بہر حال درخت کے پہچاننے کے لئے ہمیں پھل کا دیکھنا بھی کافی ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ ڈھائی سو سال کے بعد بیہقی نے جس مورچہ پر قاہرانہ قبضہ کررکھا تھا، علامہ ابن الترکمانی کو خدا نے اس مہم کے سر کرنے کے لئے تیار کیا، اور وہ اس کے لئے آمادہ ہوئے نہایت سخت رنج دہ بات ہے کہ ''جواہر مضیہ،، کے مصنف حالانکہ ان کے شاگرد ہیں لیکن بندہ خدا نے اپنی کتاب کے دس بارہ ورق متفرق طور پر اس خاندان کے مختلف افراد کے ذکر کے لئے وقف کئے لیکن بجز رشتہ بتانے اور الامام العلامہ وغیرہ تعریفی الفاظ کے کچھ نہیں لکھا کہ غنیم کے ایسے سخت مورچہ کی طرف پیش قدمی کرنے کا ارادہ جب علامہ نے کیا تو اس وقت کیا واقعات پیش آئے، بس جس طرح سبھوں نے ان کی تالیفات کی فہرست دیتے ہوئے ان کی اس کتاب کا ذکر کیا ہے، انھوں نے بھی چند تعریفی الفاظ کے اضافہ کے سوا اور کوئی خاص بات نہیں لکھی ہے، مگر یہاں ایک دلچسپ چیز یہ ہے کہ اس معرکۃ الآراء کتاب کا تذکرہ جواہر مضیہ میں تو بایں الفاظ ہے۔

ووضع علی الکتاب الکبیر للبیہقی کتابًا نفیسًا نحو من جلدین (ص ۲۹۷ جلد ۱)

امام بیہقی کی کتاب کبیر پر ایک بہترین کتاب تقریبا دو جلدوں میں لکھی۔

السیوطی نے بھی ''لہ تصانیف،، کے ذیل میں ''والرد علی البیہقی ص ۱۹۹، لکھ کر آگے نکل گئے اور اس سے بھی پر لطف طریقہ حافظ ابن حجر کا ہے کہ ان کی چند کتابوں کا نام لیتے ہوئے نہایت خاموشی کے ساتھ...... لہ من التصانیف غریب القرآن ومختصر ابن الصلاح والجوہر النقی (ص ۸۴) اور بس.....

یعنی ان کی منجملہ تصانیف میں غریب القرآن، مختصر ابن الصلاح اور الجوہر النقی ہے۔

حالانکہ ایک مورخ کی ذمہ داری ہونی چاہیے کہ آخر کچھ تو واقعہ کی طرف اشارہ کرے، صرف ''الجوہر النقی،، کے لفظ سے اب اتنا دماغ کس کا ہے جو ''البیہقی،، کے ہم قافیہ ہونے سے ادھر منتقل ہوجائے کہ اس کا تعلق حافظ بیہقی کی کتاب سے ہے، خیر، ان لوگوں سے تو مجھے شکایت نہیں، البتہ صاحب ''الجواہر المضیہ،، سے امید تھی کہ وہ کچھ روشنی ڈالیں گے، مگر [illegible] میں ہے، بہت اچھی،، ہے [illegible] کے لئے ان کی اطلاع کی کیا ضرورت تھی، اتنا تو ہر اس شخص کو [illegible] ہوسکتا ہے جس کی نظر سے کتاب گذری [illegible] اس بندہ خدا نے اپنے استاذ کا کچھ حال [illegible] نہیں لکھا، بعد [illegible] اتنی بات کہ میں نے ہدایہ کی حدیثوں کے متعلق جو کتاب لکھی تھی اس کا نام الکفایہ رکھ کر ان کے پاس لے گیا، چونکہ ان کی ایک کتاب کا نام بھی ''الکفایہ [illegible]'' [illegible] فقال [illegible] بالی سرقت ھذا لاسم

منی...... مزاحیہ انداز میں فرمایا کہ تم نے مجھ سے اس نام کا سرقہ کیا۔

بس استاد کی اس ظرافت کے سوا اور کوئی قابل ذکر بات ان کی کتاب میں نہیں پائی جاتی، البتہ حافظ ابن حجر نے گو ''الجوہر النقی'' کو گول مول کر دیا لیکن انھوں نے اتنا حال ان کا لکھا ہے کہ:

ولی القضاء فی شوال سنة ۷۴۸ ...... یعنی شوال ۷۴۸ھ میں منصب قضاء پر فائز ہوئے۔

اور اسی کے ساتھ اس واقعہ کے ذکر کرنے کی حافظ نے نہ معلوم کیا ضرورت محسوس کی کہ...... **نزل بخلعته اولی منزل القاضی زین العابدین البسطامی الذی کان قبله فلما راہ بهت** (ص ۸۴ درد) اور اپنے خلعت قضاء کے ساتھ علامہ قاضی زین العابدین بسطامی کے مکان میں اترے جو آپ سے پہلے قاضی تھے اور جب وہ ان کو دیکھے تو حیران ہو گئے۔

اس کے ساتھ ان کی تصانیف کا ذکر فرمانے کے بعد لکھتے ہیں کہ...... **واشیاء کثیرة لم تکمل** ......اور ان کی بہت سے کام مکمل نہ ہوئے نامکمل ہیں۔ گویا ان کا بہت سا کام ادھورا رہ گیا، آگے فرماتے ہیں کہ...... **وله شعر وسط** ...... ان کے اشعار متوسط معیار کے ہیں۔

حالانکہ اس سلسلہ کے جتنے علماء بھی ہیں خصوصا متاخرین ان میں شعر کہنے کا ہر ایک کو شوق ہے، لیکن ان اشعار کو ''وسط'' کہنا بھی شعر کے شان سے گری ہوئی بات ہے، خواہ شاعری خود ان علماء کی شان سے فروتر چیز ہی کیوں نہ ہو، بہر حال ان کی شاعری کا ذکر چھیڑ کر۔

اذا شغل البریة فیک فاها فکلی عنک بالخیرات فاها

جو ''الجاولی الدویدار'' کی شان میں کسی قصیدہ کا شعر ہے، حافظ کچھ اشارہ کرتے ہوئے گزر گئے اور جب انھوں نے صرف اشارہ کیا ہے تو میں بھی اشارہ ہی پر قناعت کرتا ہوں۔

بہر حال جب ان بزرگوں نے کچھ نہیں ارشاد فرمایا تو علامہ علاء الدین ابن الترکمانی کے متعلق میں کہاں سے مواد لے سکتا ہوں، مجبوراً انھوں نے اپنی کتاب ''الجوہر النقی'' کے دیباچہ میں جو چند الفاظ لکھے ہیں، اسی کے نقل کرنے پر قناعت کرتا ہوں، حمد و نعت کے بعد فرماتے ہیں۔

فهذه فوائد علقتها علی السنن الکبری للحافظ ابی بکر البیهقی رحمه الله تعالی

یہ چند فوائد ہیں میں نے اس کو علامہ امام بیہقی رحمہ اللہ تعالی کی کتاب سنن کبری پر بطور تبصرہ لکھا ہے۔ یہاں تک تو انہوں نے یہ ظاہر فرمایا ہے کہ حافظ کی سنن پر کچھ فوائد آپ نے اضافہ فرمایا ہے لیکن جس

☆ دلالت النص سے وہ حکم ثابت ہوتا ہے جو منصوص علیہ حکم کی علت کے طور پر ازروئے لغت معلوم ہو۔

کے بعد [illegible]

[illegible] مسائل و مناظرات و مباحثات [illegible] اکثر ایسا اعتراضات اور [illegible]

[illegible] ہیں۔

[illegible] اور دوسرے مسلکوں میں ادا ہوئے ہیں لیکن سچ یہ ہے کہ حنفیہ کا [illegible] [illegible] سال سے اس فقہ کو محفوظ کر رہا [illegible] [illegible] کامیاب ہو۔

[illegible] دور کا حال [illegible] حد تک [illegible] ہوں کہ یہ طریقہ احناف ہی کا [illegible] یہ طریقہ شافعیہ [illegible] ترکی ہی میں علامہ ماوردی اور [illegible] کامیاب ہوئے ہیں مناظرات [illegible] کے سلسلہ میں شاید انہی کا [illegible] کو [illegible] مقالہ کی محدودیت اجازت نہیں دیتی کہ میں ماوردی کے ان اعتراضات [illegible] مباحثات کی مثالوں سے تشریح کروں ورنہ دکھایا جا سکتا تھا کہ میں نے جو دعویٰ کیا ہے وہ کہاں تک حق بجانب ہے۔ تاہم ایک عام اور مشہور مسئلہ جس میں حنفی مذہب کا پہلو [illegible] اس کا اجمالی ذکر تو کر ہی دیتا ہوں۔ میری مراد مسئلہ قہقہہ سے ہے کہ حنفی مذہب میں صرف مفسد صلوٰۃ ہی نہیں بلکہ ناقض وضو بھی ہے۔ العراق کی اہل الرائے کی اس سادگی پر [illegible] تک کو حیرت ہے کہ وضو کے شکست کو قہقہہ سے کیا تعلق۔ مگر سب جانتے ہیں اہل الرائے کے امام کی یہی رائے ہے حتی کہ براہ راست امام شافعی سے اس مسئلہ میں یہ اعتراف منقول ہے کہ جو قہقہہ کو ناقض وضو کہتے ہیں (یعنی ابوحنیفہ)

یزعم ان القیاس ان لا ینقض ولکنه یتبع الآثار (بیہقی)

وہ کہتے ہیں کہ قیاس تو یہ کہتا ہے کہ قہقہہ سے وضو نہیں ٹوٹتا مگر وہ احادیث شریفہ پر عمل کرتے ہیں۔

[illegible] اپنے دعویٰ کے ثبوت [illegible] شوافع [illegible] [illegible] جانتے تھے کہ ابوشیبہ [illegible] [illegible] لوگوں کو معلوم ہے [illegible] روایت [illegible] اس کے ساتھ یہ بھی لکھ دیا کہ۔ ابوشیبہ

☆ [illegible] اصول فقہ چار ہیں۔ نمبر ا کتاب اللہ۔ نمبر ۲ سنت رسول اللہ۔ نمبر ۳ اجماع امت۔ نمبر ۴ قیاس ☆

ضعیف والصحیح انه موقوف ۔ابوشیبہ ضعیف راوی ہیں اور صحیح بات یہ ہے کہ یہ حدیث موقوف ہے۔

مگر اب جو حدیثوں کے ذخیرہ پر نظر پڑی تو آنحضرت ﷺ سے کوئی چیز حنفیہ کے خلاف ان کو نہ ملی مجبوری میں کیا کرتے، بڑی مشکل سے دوصحابیوں یعنی جابر بن عبداللہ اور حضرت ابوموسیٰ اشعری کا قول ان کو ملا، جس میں قہقہہ نہیں بلکہ ''ضحک،، کے متعلق یہ الفاظ پائے جاتے ہیں۔حضرت جابر بن عبداللہ سے (یعید الصلوۃ ولا یعید الوضوء) اور ابوموسیٰ اشعری سے (فلیعد الصلوۃ) مروی ہے، ابوموسیٰ اشعری کے قول میں وضو کے عدم ذکر کو ذکر قرار دیکر بیہقی نے اس کو بھی اپنی دلیل بنالیا، زور پہونچانے کے لئے ابوامامہ باہلی کا ایک قول جس میں صراحتاً ''ضحک،، تک کا بھی ذکر نہیں ہے مگر ضمناً اس پر بھی اثر پڑتا تھا اسلئے اس کو بھی نقل کیا کہ......الحدیث ماکان من النصف الاسفل......حدیث وہ ہے جو نصف اسفل سے خارج ہو۔

چونکہ قہقہہ کا تعلق ''نصف اعلیٰ،، سے ہے، اس لئے جہاں خون نکلنے نکسیر پھوٹنے وغیرہ کے متعلق اس سے عدم نقض کا حکم نکلتا ہے۔ضحک بھی اس ضمن میں داخل ہوگیا: ''اصح مافی الباب،، حدیث مرفوع کو سب پر ترجیح دینے والے شوافع کی طرف سے صحابہ کے قول کے بعد پھر تابعین کے متعلق ابوالزناد کی ایسی خبر کو بھی دلیل کا رنگ دیا گیا کہ ابوالزناد کہتے تھے کہ ایسے فقہاء جن کے فتوی پر عمل کیا جاتا ہے ،مثلاً سعید بن المسیب، عروۃ قاسم بن محمدان سب کو یہی پایا کہ......یقولون فیمن رعف غسل عنه الدم ولم یتوضاوفی من ضحک فی الصلوۃ اعادھاولم یعدوضوء ...... سب یہ کہتے تھے کہ جس کو رعاف نکلے (نکسیر پھوٹے) تو وہ خون کو دھولے اور وضو نہ کرے اور جو شخص نماز میں ہنسے تو وہ نماز کا اعادہ کرے اور وضو کا اعادہ نہ کرے۔

یہ سارے تیر حنفیوں کے اس ''حدیث مرفوع،، کے مقابلہ میں چلائے گئے جو اس سلسلہ کے متعلق وہ پیش کرتے ہیں۔

رجلا اعمی جاء والنبی صلی اللہ علیه وسلم فی الصلوۃ فتردی فی اٰبئر فضحک طوائف من اصحاب النبی صلی اللہ علیه وسلم فامر النبی صلی اللہ علیه وانسلم من ضحک ان یعید الوضوء والصلوۃ......

☆ عبارۃ النص سے وہ حکم ثابت ہوتا ہے جس کے لئے کلام کو چلایا گیا اور اس کا قصد کیا گیا ہو ☆

ایک نابینا صاحب آئے اور نبی اکرم ﷺ نماز میں تھے وہ نابینا ایک کنویں میں گر گئے تو نبی اکرم ﷺ کے صحابہ کی جماعتیں ہنس پڑیں تو نبی اکرم ﷺ نے حکم فرمایا جو ہنسے ہیں وہ وضوء اور نماز دونوں کو لوٹائیں۔

حافظ بیہقی کو معلوم ہے کہ یہ حدیث معمولی لوگوں کی روایت کی ہوئی نہیں ہے بلکہ اساطین حدیث ابن شہاب زہری، حسن بصری، ابراہیم نخعی سب اس کے راوی ہیں، اور جن جن لوگوں نے ان بزرگوں کے واسطے سے اس حدیث کو آنحضرت کی طرف منسوب کیا ہے بیہقی یہ بھی جانتے ہیں کہ ان میں سے کسی پر جرح نہیں ہے۔

آخر وہ اس پر اتر آئے کہ ان تابعین نے براہ راست آنحضرت سے تو اس کو سنا نہیں، درمیان کا راوی صحابی ہے یا کوئی اور اس شک کی وجہ سے حدیث قابل استدلال نہ رہی، اس پر اتنا اور اضافہ کیا کہ ایک شخص ابوالعالیہ بھی اس حدیث کا راوی ہے، اس کے بعد اب حافظ نے یہ دو سخت جرح قائم کی

(۱) ابوالعالیہ کے متعلق یہ تصریح کر کے کہ: **سائر احادیثه مستقيمة صالحة** ...... ان کی تمام احادیث درست اور قابل استدلال ہیں۔

فرماتے ہیں لیکن صرف حدیث قہقہہ کی وجہ سے لوگوں نے ان سے متعلق کلام کئے ہیں۔ یعنی **من اجل هذا الحديث تكلموا فيه** ......

مطلب یہ ہوا کہ ابوالعالیہ کی وجہ سے حدیث نہیں بلکہ حدیث کی وجہ سے لوگوں نے ابوالعالیہ میں چونکہ کلام کیا ہے اس لئے اس کی روایت یوں حجت نہیں،

(۲) رہے حسن، زہری اور ابراہیم حافظ بیہقی نے خم ٹھونک کر دعوی کر دیا کہ ان سبھوں نے ابوالعالیہ ہی سے یہ حدیث سنی ہے، اس لئے ...... **هذه الروايات كلها راجعة الى ابى العالية**

یہ ساری روایات ابوالعالیہ سے ہی ہیں ......

دلیل میں فرماتے ہیں کہ عبدالرحمٰن ابن مہدی امام فن رجال وحدیث سے علی بن مدینی نے پوچھا تھا کہ ......

(الف) ۔ابوالعالیہ کے سوا حسن بصری بھی تو اس کے راوی ہیں، تو جواب میں فرمایا کہ حماد بن زید نے مجھ سے اور حماد سے حفص بن سلیمان نے بیان کیا تھا کہ ...... **انا حدثت به الحسن عن حفصة عن ابى العالية** ...... مجھے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ اس حدیث کو امام حسن بصری نے عن حفصہ عن ابی

☆ خاص وہ لفظ ہے جو کسی معلوم معنی یا معلوم کسی کے لئے انفرادی طور پر وضع کیا گیا ہو ☆

العالیہ بیان کیا ہے۔

ب)۔اور ابراہیم بھی تو راوی ہیں عبدالرحمٰن نے کہا کہ مجھے شریک نے کہا کہ ابو ہاشم ان سے کہتے تھے کہ ابراہیم سے ابوالعالیہ کے واسطہ سے میں ہی نے کہا تھا۔

ج)۔اور زہری بھی تو راوی ہیں، عبدالرحمٰن نے کہا کہ میں نے زہری کے بھتیجے کی کتاب میں دیکھا ہے، کہ زہری اس حدیث کو بواسطہ سلیمان بن ارقم حسن ہی سے روایت کرتے ہیں، اور حسن کی روایت ابوالعالیہ سے ہے۔پس زہری والی روایت بھی ابوالعالیہ کی طرف راجع ہوگی۔

بات اگراتنی ہی ہوتی تو معاملہ گویا ختم ہو چکا تھا لیکن بیہقی کو معلوم تھا کہ اس حدیث کے راوی امام ابوحنیفہ خود بھی ہیں اور اس میں معبد نامی شخص اس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ اور حنفیہ اس بنیاد پر اس حدیث کو بجائے مرسل کے متصل مانتے ہیں۔بیہقی نے روایت کو نقل کرکے ہی تو چاہتا ہوگا کہ امام ابوحنیفہ ہی پر جرح کردیں۔جیسا کہ بعض شوافع نے کیا ہے لیکن اس کی ہمت نہ ہوئی اور معبد کے نام کو معبد جہنی قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

معبد هذا لاصحبة له وهو اول من تكلم في القدر بالبصرة......یہ وہ معبد صحابی نہیں ہیں اور یہ پہلا شخص ہے جس نے بصرہ میں مسئلہ تقدیر میں کلام کیا۔

کھلے الفاظ میں تو نہیں لیکن یہ کہتے ہوئے کہ امام ابوحنیفہ کے استاد منصور نے ابن سیرین کے ذریعہ سے یہ روایت جو کی ہے اس میں تو معبد کا نام بھی نہیں ہے، گویا امام کے حافظہ کی طرف اشارہ ہے۔

ظاہر ہے کہ بیچارے علماء احناف جن میں اکثر ابوالعالیہ کے نام سے بھی شخصی طور پر واقف نہیں ان کے سامنے معلومات کا جب یہ دریا بہا دیا گیا ہو، کہ حسن بصری، زہری، ابراہیم سب کا قصہ ابوالعالیہ پر ختم ہوتا ہے اس کے لئے زہری کے بھتیجے کی کتاب کا حوالہ اور یوں ہی تلاش وجستجو کرکے سب کی روایت کو ابوالعالیہ پر منتہی ہونا، یہ فن رجال کے وہ نکات ہیں، جن کی احناف کے عام مولویوں کو کیا خبر۔بیہقی کی ساری کتاب اس قسم کے معلومات سے معمور ہے۔

مگر اب ان ہی فن رجال واسناد سے نہ دلچسپی رکھنے والے احناف ہی کے ایک عالم ماردینی کو دیکھئے وہ میدان میں اترتے ہیں اور حافظ بیہقی سے پوچھتے ہیں۔

(۱) کیا یہ روایت معبد جیسی مشتبہ آدمی کے سوا اور کسی صحابی سے مروی نہیں؟ خصوصاً حسن بصری جن

☆ خفی وہ ہے جس کی مراد کسی عارضہ کی وجہ سے چھپی ہوئی ہو صیغہ کی وجہ سے نہیں ☆

کے ذریعہ سے امام ابوحنیفہ روایت کرتے ہیں؟ ماردینی اپنے ساتھ بیہقی کی کتاب "الخلافیات،، بھی لاتے ہیں، نقول کرتاتے ہیں کہ..... **عن اسمعیل بن عیاش عن عمرو ابن قیس عن الحسن (البصری) عن عمران بن حصین ......**

اس تمہید میں حسن بصری نے عمران بن حصین رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کی ہے۔ جس میں حسن بصری معبد سے نہیں، عمران بن حصین صحابی کے واسطہ سے اس کو آنحضرت ﷺ تک منسوب کرتے ہیں، یعنی ارسال کا قصہ ختم ہوا اور ابن عیاش پر تو کچھ شبہ ہو، بجنسہ اس سند سے حافظ ابن عدی نے بجائے ابن عیاش کے ابن راشد کے حوالہ سے روایت کیا ہے کہ حسن بصری حضرت عمران بن حصین سے اس حدیث کو روایت کرتے ہیں، رہے ابن راشد تو دیکھ لیجئے "وثقہ احمد بن حنبل وابن معین،، پھر اسی "الخلافیات،، میں ابن عمر سے یہ روایت مروی ہے، گویا علاوہ معبد کے دو صحابی عمران بن حصین اور ابن عمر اس کے راوی ہیں اور بیہقی اس سے واقف ہیں، لیکن یہاں صرف معبد جس میں اشتباہ تھا، اس کو پیش فرمادیا گیا، پھر معبد کو معبد جہنی کس بنیاد پر قرار دیا گیا......... ماردینی کہتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ سے تین طریقہ سے یہ روایت آئی ہے۔

ولیس فی شئی منها انه الجهنی...... ان روایات میں سے کسی میں بھی معبد جہنی نہیں ہیں۔

اب سنئے، معبد نامی ایک ہی آدمی نہیں ہے، حافظ ابن مندہ کی معرفۃ الصحابہ سے ماردینی نقل کرتے ہیں:

معبدبن ابی معبد وهوابن ام معبدرای النبی صلی الله علیه وسلم وهو صغیر

معبد بن ابی معبد یہ ابن ام معبد ہیں جب یہ چھوٹے تھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھے ہیں۔

اور یہ وہ مشہور ام معبد کے صاحبزادے ہیں جن کے خیمہ میں ہجرت کے وقت حضور ﷺ تشریف لے گئے اور بکری سے دودھ نکالنے کا واقعہ پیش آیا۔ ماردینی اس پر اور اضافہ کرتے ہیں کہ ابن مندہ نے تصریح کی ہے کہ ابوحنیفہ جس سے قہقہہ والی روایت کرتے ہیں وہ **الحسن عن معبد بن ابی معبد عن النبی صلی الله علیه وسلم** ...... ہی ہیں، حافظ ابن مندہ نے صرف اسی پر قناعت نہیں کیا ہے بلکہ آگے فرماتے ہیں کہ..... **وهو حدیث مشهور عنه رواه ابویوسف القاضی واسدبن عمرو وغیرهما.**

وہ (قہقہہ کی حدیث) ان سے مروی مشہور حدیث ہے۔ اس کو قاضی ابو یوسف اور اسد بن عمرو اور ان

☆ عام وہ لفظ ہوتا ہے جو افراد کی ایک جماعت کو لفظاً یا معناً شامل ہو ☆

کے سوا دوسروں نے روایت کیا ہے۔

فظهر بهذا ان معبد المذكور في هذا الحديث ليس هو الذي تكلم في القدر كمازعم البيهقي ...... اس سے یہ ظاہر ہے کہ اس حدیث میں مذکور معبد وہ نہیں ہیں جنھوں نے تقدیر کے مسئلہ پر کلام کیا ہے جیسا کہ امام بیہقی نے کہا ہے۔

آگے فرماتے ہیں کہ ''الجھنی،، کا اضافہ اگر خود ہی کر دیا ہے تو خیر، ورنہ اگر سند سے معلوم ہوا ہے تو پیش کرنا تھا۔

ولم يذكر ذالك بسند لينظر فيه ...... اورانھوں نے سند میں اس کا ذکر نہیں کیا اور نہ اس میں غور کیا جا سکتا تھا۔

اور بات اسی پر ختم نہیں کرتے ہیں، پھر فرماتے ہیں کہ:

ولو سلمنا انه الجهني المتكلم في القدر فلانسلم انه لا صحبة له

اور اگر ہم تسلیم کرلیں کہ یہ وہی معبد جہنی ہیں جس نے تقدیر کے مسئلہ میں کلام کیا ہے تو بھی ہم یہ تسلیم نہیں کرتے کہ یہ صحابی نہیں ہیں۔

پھر ابن عبدالبر کی استیعاب سے نقل کرتے ہیں:

اسلم قديما وهو احدالاربعة الذين حملوا الوية جهينة يوم الفتح

وہ قدیم الاسلام ہیں اور ان چار اصحاب میں سے ہیں جو فتح مکہ کے موقع پر قبیلہ جہینہ کے جھنڈے تھامے تھے۔

صرف ابن عبدالبر ہی نہیں بلکہ...... **قال ابواحمد في الكنى، وابن ابي حاتم كلاهما ان له صحبة**

آن کہ شیران را کند روبہ مزاج
احتیاج است احتیاج است احتیاج

☆ محکم کا حکم یہ ہے کہ اس پر عمل کرنا امکانی طور پر واجب ہوتا ہے ☆

ابو احمد نے کتاب الکنی میں اور ابن ابی حاتم ان دونوں نے بھی کہا ہے کہ یہ صحابی ہیں۔اس کے سوا بھی انھوں نے ابن حزم ابن عدی امام بخاری کے حوالہ سے معبد کے متعلق اور بھی کچھ مواد فراہم کیا ہے۔

اب ظاہر ہے کہ ''عدم نقض،، کے متعلق شوافع کے پاس کوئی مرفوع حدیث آنحضرت کی موجود نہیں۔مگر اس حدیث کے رجتے ہوئے انھوں نے صحابہ اور تابعین کے فتوؤں میں پناہ لی تھی، ماردینی وہاں بھی پہونچتے ہیں۔

پہلے ان کی سند ہی پر انھوں نے کلام کیا ہے کہ ان صحابیوں کی طرف اس کی نسبت ہی مشکوک ہے، پھر بالفرض اگر مان لیا جائے کہ یہ انہی کے اقوال ہیں اور بات صحابہ اور تابعین کے فتوؤں پر ٹھہری، تو سنئے......**قال ابن حزم روینا ایجاب الوضوء من الضحک عن ابی موسی الاشعری، والنخعی والشعبی، والثوری والاوزاعی.**

ابن حزم نے فرمایا ہم کو روایت پہنچی ہے۔ضحک (قہقہہ) سے وضو واجب ہونے کی روایت ابو موسیٰ اشعری، امام نخعی اور امام شعبہ، امام ثوری اور امام اوزاعی سے بھی مروی ہے۔

چلئے آپ کے پاس صحابہ اور تابعین تبع تابعین کے اقوال ہیں، تو ہمارے پاس صحابہ اور سلف کے ایک بڑے طبقہ کا فتوی ہے، پھر ہم ایک مرفوع متصل سند کے ساتھ ''حدیث،، بھی رکھتے ہیں اور آپ اس سے محروم ہیں۔

بیہقی نے علاوہ اسنادی بھول بھلیوں کے بعض اصولی باتیں بھی پیش کی ہیں مثلاً زہری اور حسن کا فتوی خود اس حدیث کے خلاف ہے، اگر ان کو اس پر اعتماد ہوتا تو اس کے قائل کیوں نہ ہوتے۔

ماردینی نے پوچھا ہے کہ اس اصول کو اور جگہ بھی آپ یاد رکھیں گے یا نہیں۔کتے کے جھوٹے کے متعلق ابو ہریرہ کا فتوی تین دفعہ دھونے کا ہے، مگر روایت متصل سات دفعہ کی ہے۔ہم حنفیوں نے اس وقت جب عرض کیا کہ سات کی روایت پر ان کو اعتماد ہوتا تو تین دفعہ کا فتوی کیوں دیتے، تو اس وقت بالاتفاق اس صف سے غوغا بلند ہوا کہ ہم کو حدیث سے بحث ہے راوی کی رائے سے تعلق نہیں۔لیکن آج اسی کو دلیل کی شکل میں پیش فرمایا جاتا ہے۔یہ مان لو کہ بالفرض اس حدیث کا اتصال نہ ثابت ہوا اور مرسل ہی ہو، پھر بھی امام ماردینی نے ابن حزم کا یہ قول پیش کیا ہے۔

کان یلزم المالکین والشافعین لشدة تواتره عن عدد من ارسله

وہ مالکیہ اور شافعیہ پر الزام دیتے ہیں......پھر خود اضافہ کرتے ہیں۔**ویلزم الحنابلة ایضا لانهم یحتجون بالمرسل ......**

☆قرآن پاک کے خاص پر عمل قطعی طور پر واجب ہوتا ہے ☆

اور حنابلہ پر بھی الزام دیتے ہیں کیونکہ وہ مرسل حدیث سے بھی استدلال کرتے ہیں ۔اور آخر میں ایک فیصلہ کن بات فرماتے ہیں۔

وعلی تقدیر انہم لایحتجون به فاقل احواله ان یکون ضعیفا والحدیث الضعیف عندهم مقدم علی القیاس الذی اعتمدوا علیه فی هذه المسئلة

اور وہ اس سے استدلال نہ کرتے ہوں تو یہ حدیث کم از کم درجہ میں ضعیف ہوگی اور ضعیف حدیث ان کے پاس اصولا اس قیاس پر مقدم ہے جو انھوں نے اس مسئلہ میں اختیار کیا ہے۔

ایسی روایت جو تین تین صحابی عمران بن حصین ،ابن عمر،معبد سے مروی ہو،ماردینی نے پوچھا ہے کہ اس کے متعلق صرف مشتبہ ''معبد،،کا ذکر آخر کیا ہے۔

رہ گئی وہ تحقیق انیق کہ حسن،زہری،ابراہیم سب ابوالعالیہ پر گھومتے ہیں۔ماردینی نے فرمایا کہ حدیث کے متعلق عرض کرچکا کہ وہ ابوالعالیہ سے ہی نہیں بلکہ عمران سے بھی روایت کرتے ہیں ،پھر فرماتے ہیں: **العجب منه کیف یقول هذا وقد تقدم انه اخرجه هو من طریق الحسن عن عمران بن حصین ......**

ان پر تعجب ہے کہ وہ یہ بات کس طرح بول رہے ہیں۔جب کہ یہ بات گزر چکی ہے کہ انھوں نے اس حدیث کو حسن عن عمران بن حصین کی روایت سے بھی لایا ہے۔

اس پر اور اضافہ کرتے ہیں۔**وقد اخرجه هو عن طریق ابن عمر ......** اور اس کو ابن عمرؓ کی روایت سے بھی لایا ہے۔

باقی زہری کے متعلق ان کے بھتیجے کی کتاب کی شہادت ہے۔**ابن اخی الزهری ضعیف کذاقال ابن معین رواه عنه عثمان الدارمی .**

زہری کا بھتیجا ضعیف ہے اسی طرح ابن معین نے بھی کہا ہے کہ اس حدیث کو ان سے عثمان دارمی نے بھی روایت کیا ہے۔

اور ابراہیم کے متعلق شریک کا دعوی کہ ابوہاشم نے اس سے کہا تھا کہ میں نے ابوالعالیہ کے حوالہ سے یہ روایت ابراہیم کو سنائی تھی ،سواس شریک کا حال سنئے ......**شریک هذا هو النخعی تکلموا فیه** ......شریک تو نخعی ہیں ان کے بارے میں محدثین نے کلام کیا ہے۔

اور دوسروں نے نہیں خود اس کتاب ''السنن الکبری،، میں دوسری جگہ فرماتے ہیں:

☆ مفسر کا حکم یہ ہے کہ اس پر عمل کرنا لامحالہ طور پر واجب ہوتا ہے ☆

شریک مختلف فیه کان یحیی القطان ان لایروی عنه ویضعف حدیثه جداً ......

شریک کے بارے میں اختلاف ہے یحیی بن قطان ان سے روایت نہیں لیتے تھے ان کی حدیث کو بہت ضعیف قرار دیتے تھے۔

ایک اور جگہ اس کتاب میں تحریر کرتے ہیں:

شریک لم یحتج به اکثر اهل العلم ..... شریک سے اکثر اہل علم نے استدلال نہیں کیا ہے۔

مگر جب ہماری باری آئی تو شریک نے ابو ہاشم کی طرف جو بات منسوب کی، وہ دلیل بنالی گئی۔

یہ چند باتیں موٹی موٹی ماردینی کے کلام سے خلاصہ کر کے میں نے نقل کیا ہے۔ صرف یہ دکھانا ہے کہ ارجال، کے حربہ سے جو رعب ڈالا گیا تھا کیا امام ماردینی کے مباحث کے بعد وہ رعب رہ سکتا ہے۔

یہ کلام تو اس حدیث کے متعلق تھا جس سے حنفیہ استدلال کرتے ہیں۔ بھلا اس میں ''ارسال،، کا نقص کون نکال سکتا ہے۔ اگرچہ اس بحث میں مجھے کچھ طوالت کا تو مرتکب ہونا پڑا لیکن مورخین نے جس درخت کے قصہ کو اجمال کے پردہ میں ڈال دیا تھا اس کے پہچاننے کے لئے چارہ ہی کیا تھا۔ بجز اس کے کم از کم ایک دو پھل تو اس کے پیش کئے جائیں تا کہ نمونہ کا صحیح طور پر کام دے سکے۔ میں نے اسی لئے فقہ حنفی کے اس مسئلہ کا انتخاب کیا، اور اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ علامہ ماردینی نے اپنی اس کتاب میں شافعیوں کی راہ سے اور اق علم کے ذریعہ سے جس پیمان کو آتا ہے امام ابوحنیفہ کے کتب خیال کی تائید میں کتنا بڑا کام کیا ہے۔ سننے کو وہ ان کی کتاب صرف دو جلدوں میں ہے لیکن کیفیت اور قیمت میں بیہقی کی دس جلدوں پر اگر اس کے وزن کو کوئی زیادہ محسوس کرے خصوصاً فن رجال وسند کے متعلق تو غالباً اس کا یہ احساس بے بنیاد نہیں قرار دیا جا سکتا ہے۔

علماء احناف نے بالعموم کتب میں مسائل فقہیہ کے باب میں ''رجال وسند،، کے مسائل سے زیادہ بحث نہیں کی، پھر اچانک ساتویں صدی ہجری میں ایک ماردینی ہی نہیں بلکہ حنفی علماء کی ایک کافی تعداد حدیث اور علم حدیث میں جو مشغول نظر آتی ہے اور اس کے بعد مدت تک مصر میں ابن ہمام قاسم بن قطلو بغا اور ان جیسے اور بھی ایسے حنفی علماء پیدا ہوتے رہے جن کا تعلق حدیث اور فقہ سے تقریباً مساوی تھا اس ذہنی اور ذوقی انقلاب کا واقعی سبب کیا تھا؟

بظاہر اس سلسلہ میں مجھے سب سے بڑی چیز نظر آتی ہے جو معلوم ہوتا ہے کہ چھٹی صدی ہجری میں مصر کا وہ عہد ہے جس میں بجائے کسی ایک ... کے چاروں مذاہب کے قاضیوں کا تقرر ہوا جسے علامہ مقریزی نے ابن میسر کی تاریخ مصر سے نقل کیا ہے۔

☆ عام کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ عام مخصوص البعض ۲۔ عام غیر مخصوص البعض۔ ☆

فی سنة خمس وعشرین وخمسمائة رایت ابواحمد بن الافضل فی الحکم اربع قضاة یحکم کل قاض بمذهبه ویورث بمذهبه

سنہ پانچ سو پچیس ۵۲۵ھ میں ابواحمد بن افضل نے مصر میں چار قاضی مقرر کئے جو ہر ایک اپنے اپنے مذہب کے مطابق فیصلہ دیتا۔

اس بدعت حسنہ یا سیئہ سے پہلے چونکہ مصر کے قضاء پر صرف شافعیوں کا تقرر ہوتا تھا اسی لئے سیوطی نے تو یہاں تک مبالغہ کیا ہے کہ

کل متمحضا للشافعیة فلا یعرف ان غیرهم حکم فی الدیار المصریة منذ ولیها ابوزرعة محمد بن عثمان الدمشقی فی سنة اربع وثمانین ومائتین

عہدہ قضاء صرف شافعیہ کے لئے تھا۔ معلوم نہیں کہ ان کے سوا کسی نے ملک مصر میں جب سے کہ محمد بن عثمان دمشقی سنہ ۲۸۴ دو سو چوراسی میں حاکم ہوئے اور کسی نے بھی فیصلہ دیا ہو۔ اور مصر ہی بھی نہیں۔ بلکہ ان ہی کا بیان ہے۔۔۔۔۔

وکذا دمشق لم یلها بعد ابی زرعة المشار الیه الا الشافعی (حسن المحاضرہ ص ۹۹ ج ۲)

اور اسی طرح شہر دمشق پر ابوزرعہ کے بعد سوا شافعی عالم کے کوئی اور فائز ہوئے ہوں۔

تین صدیوں سے شافعیوں کا جو اجارہ ملک مصر و شام کا حاصل تھا۔ چھٹی صدی میں ختم ہو گیا اور رفتہ رفتہ ان کا زوریوں ہی ٹوٹتا رہا حتی کہ مشہور مصری سلطان الملک الظاہر بیبرس کے زمانہ میں تو تھوڑی بہت ترجیح جو ان لوگوں کو حاصل تھی وہ بھی ختم ہو گئی۔ عام طور پر شوافع پر یہ بات نہایت گراں گزری۔ عملاً اس سلسلہ میں کیا کچھ کیا جاتا ہوگا اور کیا کچھ کہا جاتا ہوگا اس کا اندازہ اسی سے ہو سکتا ہے کہ تاج الدین السبکی صاحب الطبقات الشافعیہ الکبریٰ جیسے سنجیدہ روشن خیال عالم بھی اپنی کتاب میں یہ رقم فرماتے ہیں کہ:

قال اهل التجربة هذه الاقالیم المصریة والشامیة والحجازیة متی کانت البلد فیها لغیر الشافعیه خربت ومتی قدم سلطانها غیر اصحاب الشافعی زالت دولته سریعا۔۔۔۔

حضرات اہل تجربہ نے فرمایا کہ ممالک مصر و شام و حجاز جب سے ان میں غیر شافعی حضرات قاضی ہوئے تو یہ اجڑ گئے اور جب سے غیر شافعی اصحاب اس کی حکومت پر فائز ہوئے اور ان کی حکومت تیزی سے ختم ہو گئی۔ پھر خدا جانے کس "بنیاد" پر بنوارہ کے اس نظریہ کو پیش فرماتے ہیں کہ مصر، شام، حجاز تم شافعیوں کے لئے اس طرح مخصوص ہے جیسے۔۔۔۔۔ کما جعله الله تعالیٰ لمالک فی بلاد

المغرب ولابی حنیفه فیما وراء النهر ......
جیسا کہ اللہ تعالی نے امام مالک کے لئے ممالک مغرب اور امام ابوحنیفہ رحمہم اللہ تعالی کے لئے ممالک ماوراء النہر کو خاص کیا۔اور یہ تو تاج الدین السبکی کا بیان ہے ،اب ان کے والد کے خیال بھی سنیے ،وہ تو اپنے صاحبزادے سے اور بھی چند قدم آگے ہیں ،تاج ہی لکھتے ہیں:

سمعت الشیخ الامام الوالدیقول سمعت صدرالدین المرحل یقول ماجلس علی کرسی مصر غیر شافعی الاوقتل سریعا......
میں شیخ امام والدمحترم کوفرماتے ہوئے سناہوں وہ کہتے ہیں کہ میں صدرالدین بن مرحل کوفرماتے ہوئے سناہوں کہ شہر مصر کی کرسی حکومت پر شافعی کے سواء کوئی بھی بیٹھا تو وہ جلد ہی قتل کر دیا گیا۔
اس سلسلہ میں ''شوافع،، میں بھی مشہور تھا کہ جب الملک الظاہر بیبرس نے چار قاضیوں کے رسم کی پھر تجدید کی تو......انه رای الشافعی فی النوم لماضم الی مذهبه بقیة المذاهب وهو یقول تهین مذهبی "الملک لی او"لک ،،قدعزلتک وعزلت ذریتک الی یوم الدین......
کہ اس نے امام شافعی کوخواب میں دیکھا جس وقت آپ کے مذہب کے ساتھ باقی مذاہب کو شامل کیا،آپ فرمارہے تھے میرے مذہب کی اہانت کرتے ہو،ملک میرا ہے یا تیرا ہے میں نے تجھ کو اور تیری اولاد کو قیامت تک کے لئے معزول کردیا۔(جاری ہے)

حواشی

۱۔تاریخوں میں لکھا ہے کہ اسلامی عہد کے اس سب سے بڑے وزیر کا حال یہ تھا کہ جس وقت امام الحرمین ملنے تشریف لاتے بالغ فی اکرامه واجلسه فی مسنده۱۲ماخوذازابن خلکان
۲۔(الیافعی اپنی مراۃ الجنان میں اس ''الملۃ والدین،، کی جو مٹی پچھلی صدیوں میں پلید ہوئی ہے اس کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:ثم عموالتلقیب بالدین فیما بعدحتی السوقه والفجرة لقبوهم بنور الدین وشمس الدین وزین الدین وکمال الدین واشباه ذالک ،من هم ظلام الدین وشین ونقص الدین واشباه ذالک من اضدادالدین ،آخر میں ایک یمنی بزرگ ابن عجیل کے قول پر بدتمیزی کے اس طوفان کوختم کرتے ہیں هذه الالقاب فلم اجدمنها صادقاالاصارم الدین یعنی قاطع الدین(مراۃ الجنان ص ۱۳۶ ج ۳)
۳۔الجاذلی تو غالبا کسی کا نام ہے،لیکن ''الدویدار،، مصر میں ''عرض بیگی،،کو کہتے ہیں دیکھیے حسن المحاضرہ السیوطی۱۲

☆ مطلق کیا ہے؟ مطلق وہ ہے جس میں محض ذات کا اعتبار کیا جائے کوئی صفت ملحوظ نہ ہو ☆